

مقالہ خصوصی

مولانا ابوریحان سیالکوٹی

اَلْفَقْهُ الْبَاغِیہ

حدیث قتل عمارؓ کی روشنی میں

حضرت عمارؓ سے متعلق صحیح بخاری وغیرہ میں ایک حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

”وَبِیْحِ عَمَارَتِیْنِ اَلْفَقْهُ الْبَاغِیہ، یَدِ عَوْھِمُ اِلٰی الْجَنَّةِ (وفی رواہ الی اللہ) ویدعونہ الی النار۔“ (صحیح بخاری ص ۶۲ و ص ۲۹۲/ ج ۱)

اس میں آنحضرت ﷺ نے یہ پیش گوئی فرمائی ہے کہ حضرت عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کریگا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ باغی گروہ، حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کا گروہ ہے کیونکہ اسی نے جنگ صفین میں حضرت عمارؓ کو قتل کیا تھا۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے اور خود اسی حدیث میں ہی اس کے قوی شواہد موجود ہیں کہ حضرت عمارؓ کے قاتل اور ”الفقه الباغیہ“ کے مصداق، حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھی نہ تھے بلکہ وہی سبائی مفسد تھے جو حضرت عثمانؓ کے بھی قاتل اور باغی تھے۔ حضرت معاویہؓ اور ان کے صفینی ساتھیوں کو حضرت عمارؓ کا قاتل اور پھر ”الفقه الباغیہ“ کا مصداق بنانا نہ صرف یہ کہ امر واقعہ کے خلاف ہے بلکہ مذکورہ بالا جس حدیث کے حوالہ سے انہیں یہ کچھ بنایا، بتایا جاتا ہے۔ خود اسی کی رو سے بھی بالکل غلط اور یقیناً بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس حدیث نے جہاں یہ بتلایا ہے کہ حضرت عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کریگا۔ وہاں خود اسی نے ہی اپنے مختلف طریق میں اس باغی گروہ کی چند نشانیاں اور علامتیں بھی بڑی وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان کر دی ہیں۔ لہذا حضرت عمارؓ کا قاتل، باغی گروہ وہی ہو گا۔ جس میں وہ نشانیاں اور علامتیں پائی جائیں گی۔ اور قارئین، انشاء اللہ، ابھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ کہ حضرت معاویہؓ اور ان کے صفینی ساتھیوں میں ان میں سے کوئی ایک نشانی بھی نہیں پائی جاتی۔ بلکہ وہ سب کی سب نشانیاں بکمال و تمام حضرت عثمانؓ کے قاتل اور باغی سبائی ٹولے میں پائی جاتی ہیں۔ لہذا مذکورہ بالا زب عنوان حدیث کی رو سے وہ سبائی ٹولہ ہی قاتل عمارؓ بھی تھا اور ”الفقه الباغیہ“ کا مصداق بھی۔

اب قاتل عمارؓ کی وہ نشانیاں ملاحظہ ہوں جو اسی حدیث کے مختلف طرق میں بڑی وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔

قاتل عمارؓ کی پہلی نشانی:

پہلی نشانی، قاتل عمارؓ کی اسی حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کوئی غیر صحابی ہو گا، صحابی رسول ﷺ نہ ہو گا۔ چنانچہ اسی کے ایک طریق میں ارشاد نبوی ہے۔

"یا ابی سمية لا یقتلک اصحابی ولكن تقتلک الفئة الباغية"

(اے ابی سمية! مجھے میرے صحابہ قتل نہ کریں گے بلکہ ایک باغی ٹولی قتل کریگی)

(وفاء الوفا باخبار داراللمطی للسمودی ص ۳۳۰ ج ۱ - العقد الفرید لابن عبد ربہ اللاندلسی ص ۳۴۳ ج ۴)

دیکھئے یہاں آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ اور قاتل عمارؓ باغی گروہ کا آپس میں تقابل کر کے صحابہ سے قتل عمارؓ کی نفی اور باغی گروہ کے لئے اسکا اثبات فرما رہے ہیں۔ جسکا مطلب یہ ہوا کہ جو صحابہ نہیں وہ قاتل عمارؓ اور "الفئة الباغية" کا مصداق نہیں اور جو قاتل عمارؓ اور "الفئة الباغية" کا مصداق ہیں وہ صحابہ نہیں۔ قاتل عمارؓ کی یہ نشانی، حضرت معاویہؓ میں قطعاً نہیں پائی جاتی کیونکہ وہ یقیناً اور یقیناً صحابی رسول ہیں۔ ہاں حضرت عثمانؓ کے قاتل اور باغی سبائی گروہ میں البتہ یہ نشانی علیؓ وجہ الاتم ضرور پائی جاتی ہے۔ کہ وہ سب کے سب غیر صحابہ تھے۔ ان میں کوئی بھی صحابی نہ تھا۔ چنانچہ امام نووی لکھتے ہیں کہ:

"ولم یشارک فی قتله احد من الصحابة"

یعنی حضرت عثمانؓ کے قتل میں صحابہ میں سے کوئی ایک بھی شریک نہیں ہوا۔

(نووی شرح مسلم ص ۲۷۲ ج ۲) حافظ ابن کثیر نے بھی تصریح کی ہے کہ:

"ولیس فیہم صحابی ولله الحمد" (البدایہ والنہایہ ص ۲۳۹ ج ۷)

قاتل عمارؓ کی دوسری نشانی:

قاتل عمارؓ کی دوسری نشانی اس حدیث میں یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ باغی ہوگا۔ یعنی بغاوت کا مرتکب وہ پہلے ہو چکا ہوگا اور قتل بعد میں کریگا، چنانچہ بخاری و مسلم وغیرہما کے حوالہ سے حدیث کے یہ الفاظ زبانِ زدِ خاص و عام ہیں کہ:

(قتل کریگی اسکو وہ ٹولی جو باغی ہوگی)

"تقتلہ الفئة الباغية"

حدیث کے اس جملہ کا مفاد یہ نہیں ہے کہ وہ ٹولی، قتل پہلے کریگی اور باغی پھر اس کے نتیجے میں بعد میں بنیگی، جیسا کہ عام طور پر سمجھا اور سمجھایا جاتا ہے بلکہ اسکا مفاد یہ ہے کہ باغی وہ ٹولی پہلے بن چکی ہوگی اور قتل بعد میں کریگی۔ کیونکہ حدیث کے ان الفاظ میں "الفئة" کا لفظ ترکیبِ نوعی کے اعتبار سے موصوف ہے اور "الباغية" کا لفظ اسکی صفت ہے۔ موصوف اپنی صفت سے ملکر فاعل ہے قاتل فعل کا۔ اور فاعل چونکہ وجوداً مقدم ہوتا ہے اپنے فعل سے اور یہاں فاعل، مجموعہ تھا الفئة موصوف اور الباغية صفت کا، لہذا موصوف، صفت دونوں ہی مقدم ہوں گے فعل قتل سے۔ ورنہ صفت کا تحلف لازم آئیگا اپنے موصوف سے، جس سے نہ موصوف، موصوف رہیگا اور نہ صفت، صفت رہیگی جبکہ حدیث میں وہ صفت موصوف کے طور پر ہی مذکور ہیں۔ اور الباغية، صفت اپنے موصوف، الفئة کی طرح فعل قتل سے مقدم اسی وقت کہی جاسکتی ہے جبکہ حضرت عمارؓ کو قتل کرنے والی ٹولی، باغی پہلے ہو اور قاتل بعد میں بنے۔

آسان لفظوں میں یوں کہیے کہ حدیث کے اس جملہ میں "تقتل" فعل کا فاعل علی الاطلاق کسی "الفہم" کو نہیں بنایا گیا بلکہ خاص اس الفہم کو بنایا گیا ہے جو موصوف ہے الباغیہ کے ساتھ لہذا ضروری ہے کہ وہ ٹولی قتل عمار کے اس وقت موصوف ہو بغاوت کے ساتھ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جبکہ وہ ٹولی، بغاوت پہلے کر چکی ہو اور قتل عمار کی مرگب بعد میں ہو، نہ یہ کہ قتل پہلے کرے اور پھر اسکی وجہ سے الباغیہ بعد میں بنے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں "الفہم الباغیہ" کو قاتلہ عمار کہا گیا ہے۔ "الفہم القاتلہ" کو باغیہ نہیں کہا گیا۔

مقتصر یہ کہ حدیث، باغی کو حضرت عمار کا قاتل بتا رہی ہے۔ قاتل کو باغی نہیں بنا رہی۔ یعنی وہ یہ نہیں کہہ رہی کہ جو عمار کو قتل کریگا وہ باغی ہوگا۔ بلکہ وہ یہ کہہ رہی ہے کہ جو باغی ہوگا وہ عمار کو قتل کریگا۔ لہذا حدیث کا مفاد، باغی بن کے قتل کرنا ہوا، قتل کر کے باغی بننا نہ ہوا۔

الغرض دوسری لٹانی قاتل عمار کی حدیث زیر بحث میں یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ باغی ہوگا یعنی قتل عمار سے پہلے وہ بغاوت کر چکا ہوگا۔

قاتل عمار کی یہ نشانی بھی حضرت عثمان کے قاتل اور باغی سبائی گروہ میں ہی پائی جاتی ہے، حضرت معاویہ اور ان کے ساتھیوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ سبائی ٹولہ ہی قتل عمار سے پہلے مسلمانوں کے متفقہ و مسلمہ تیسرے خلیفہ راشد کے خلاف ایسی کھلم کھلا بغاوت کر چکا تھا جو محتاج بیان نہیں۔ باقی رہے حضرت معاویہ اور ان کے ساتھی؟ تو انہوں نے حضرت عمار کی شہادت سے پہلے اور اس کے بعد بھی تمام مسلمانوں کے متفقہ و مسلمہ کسی خلیفہ کے خلاف کوئی بغاوت نہ کی تھی۔ کیونکہ بغاوت اصطلاح شرع میں کہتے ہیں۔ "خروج عن طاعہ اللہ" کو، نہ کہ شروع سے کسی اہل حل و عقد کے "عدم دخول فی طاعہ اللہ" کو۔ حضرت معاویہ سے جو کچھ وقوع میں آیا وہ "خروج عن طاعہ اللہ"۔ ہرگز نہ تھا بلکہ شروع سے ہی ایک صاحب حل و عقد کا "عدم دخول فی طاعہ اللہ"۔ تھا۔ جسکا شرعاً و قانوناً انکو پورا پورا حق حاصل تھا۔ لہذا اسکو بغاوت کسی طرح بھی نہیں کہا جاسکتا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا رسالہ "شہادت امام حسین و کردار یزید" مقدمہ پنجم و ششم۔ جب حضرت معاویہ باغی نہ ہوئے تو ان میں قاتل عمار کی یہ نشانی بھی نہ پائی گئی۔

قاتل عمار کی تیسری نشانی:

تیسری لٹانی قاتل عمار کی اس حدیث نے یہ بتائی ہے کہ وہ داعی الی النار ہوگا۔ اسکی دعوت، دعوت الی النار ہوگی۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ ہیں۔

یدعوہم الی الجنة (وفی رواية الی اللہ) ویدعوہم الی النار

یعنی حضرت عمار تو اس گروہ کو جنت اور اللہ کی طرف بلا رہے ہوں گے جبکہ وہ گروہ انکو جہنم کی طرف بلارہا ہوگا۔ (صحیح بخاری و مشکوٰۃ)

مطلب یہ کہ حضرت عمارؓ اور ان کے قاتل گروہ کی دعوت، ایک نہ ہوگی بلکہ ایک دوسرے سے مختلف اور آپس میں متضاد ہوگی۔ حدیث کا یہ جملہ محدث عصر حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ کے نزدیک اصحاب صفین سے متعلق ہی نہیں بلکہ ان کفار و مشرکین کم سے متعلق ہے جو حضرت عمارؓ کو دین توحید اختیار کرنے پر طرح طرح کی ایذا نہیں پہنچاتے اور انکو کفر و شرک کی طرف دعوت دیتے تھے اور حضرت عمارؓ انکو ایمان و توحید کی طرف بلا تے تھے۔ (فیض الباری ص ۵۲/۲ ج ۲)

ہمارے نزدیک یہ صحیح و صواب ہے اور اس صورت میں حدیث کے اس جملہ کا مصداق بھی بالکل صاف ہے۔ لیکن عام طور پر حدیث کے اس حصہ کو بھی جنگ صفین سے ہی متعلق مانا گیا ہے۔ اگر ایسا ہو تو پھر قاتل عمار کی یہ لٹانی بھی باغی و مفسد سبائی گروہ میں ہی پائی جاتی ہے۔ حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں قطعاً نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ سبائی ٹولے نے ہی سیاسی و مذہبی ہر دو محاذ پر خلیفہ المسلمین کے خلاف بغاوت، تفریق بین المسلمین، حضرت علیؓ کی الوہیت و ربوبیت، امامت و وصایت اور اصحاب رسول سے عداوت جیسے باغیانہ و مفسدانہ، کافرانہ و مشرکانہ اور خلاف توحید و رسالت عقائد و نظریات کی طرف صرف عوام کو ہی نہیں بلکہ حضرت عمارؓ سمیت خواص صحابہ کرامؓ تک کو دعوت دی تھی۔ گو صحابہ کرامؓ کو وہ ٹولہ اپنا ہمنوا بنانے میں کامیاب نہ ہو سکا لیکن ان پر بھی ڈورے ڈالنے میں اس نے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ جسکی تفصیل فقہ ابن سبا المعروف بہ تاریخ مذہب شیعہ "پسند فرمودہ حضرت امام لکھنوی رحمہ اللہ از ص ۳۵ تا ص ۱۱۳، اور شہادۃ امام مظلوم مصنفہ مولانا نور الحسن شاہ بخاری مرحوم از ص ۱۹۱ تا ص ۲۳۷، وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اور سبائی مفسدوں کی یہ دعوت بلاشبہ دعوت الی النار تھی جبکہ اس کے مقابلہ میں حضرت عمارؓ سمیت تمام صحابہ کرامؓ کی دعوت یقیناً دعوت الی الجنۃ اور دعوت الی اللہ تھی۔

حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں قاتل عمارؓ کی یہ لٹانی اس لئے نہیں پائی جاتی کہ ان کی دعوت نہ تو الی النار تھی اور نہ حضرت عمارؓ کی دعوت سے متضاد بلکہ ان کی دعوت بھی بالکل وہی تھی۔ جو حضرت عمارؓ کی تھی، جس کے شواہد حسب ذیل ہیں۔

۱۔ کسی اور نے نہیں بلکہ خود آنحضرت ﷺ نے ہی صفینی دونوں عظیم جماعتوں کے بارے میں ان کے آپس کے اسی عظیم قتال کے حوالہ سے ہی فرمایا ہے کہ۔ "دعوتہما واحده"
(ان دونوں جماعتوں کی دعوت ایک ہوگی)

(صحیح بخاری مع الفتح ص ۸۱ ج ۱۳ و مع العینی ص ۲۱۳ ج ۲۴ و البدایہ ص ۲۷۵ ج ۷)

ب۔ ایک دوسری حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد اپنے صحابہ میں ہونے والے اختلافات کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ سے راجع کر اللہ جلیم بذات الصدور کا جواب ہوں نقل فرمایا ہے۔

"یا محمد! نا اصحابک عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضہا اقویٰ من بعض ولکل نور فمن اخذ بشئ مما هم علیہ من اختلا فہم فہو عندی علی ہدی الخ" (مشکوٰۃ ص ۵۵۴)

اس میں اللہ تعالیٰ سب صحابہؓ کو نورانی ستارے اور ان کے اجتہادی اختلافی مواقف کو ہدایت فرما رہے ہیں۔ جبکہ دعوت الی النار والے موقف میں نہ نورانیت ہوتی ہے۔ اور نہ ہدایت۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمارؓ اور حضرت معاویہؓ سے کسی کی دعوت بھی دعوت الی النار نہ تھی۔ بلکہ دونوں ہی نور ہدایت کی طرف بلائے والے تھے۔

ج۔ اور تو اور خود حضرت عمارؓ کا اپنی اور اہل شام کی دعوت سے متعلق واشگاف الفاظ میں یہ اقرار ہے کہ:

"ان حجتنا وحجتہم واحدہ، و قبلتنا و قبلتہم واحدہ (وفی روایہ) و نبینا واحد و دعوتنا واحدہ و دیننا واحدہ"

(ہماری، ان کی حجت ایک ہمارا ان کا قبلہ ایک، ہمارا نبی ایک، ہماری دعوت ایک اور ہمارا دین ایک) (تہذیب ابن عساکر ص ۷۴ ج ۱ و منهاج السنہ ص ۶۲ ج ۳)
و۔ نبج البلاغہ والے حضرت علیؓ کے گشتی مراسلہ کے یہ الفاظ تو مشہور ہی ہیں کہ:

"اننا التقتینا والقوم من اہل الشام والظاہران ربنا واحد و نبینا واحد و دعوتنا فی الاسلام واحدہ..... والامر واحد الاما اختلفنا فیہ من دم عثمان ونحن منہ برآء۔"
(ہمارا اور اہل شام کا تقابل ہوا ہے حالانکہ ظاہر بات ہے کہ ہمارا رب ایک ہے۔ ہمارا نبی ایک ہے، اسلام میں ہماری دعوت ایک ہے۔ (ہمارا اور انکا دینی معاملہ بالکل) ایک جیسا ہے مگر خون عثمان کے بارے میں ہمارا اور انکا اختلاف ہو گیا ہے۔ حالانکہ ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ (نبج البلاغہ مع الابن الحدید بیروت ص ۱۶۱ ج ۳)

ہ۔ پھر امر واقعہ بھی تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمارؓ وغیرہ کو قصاص عثمانؓ کی طرف ہی دعوت دی تھی، اگر حضرت عثمانؓ کا قتل ناحق تھا اور یقیناً ناحق تھا تو ان کا قصاص اتنا ہی برحق تھا تو حضرت معاویہؓ کی دعوت ایک برحق چیز کی طرف ہوئی اور برحق چیز کی طرف دعوت، دعوت الی الحق ہوا کرتی ہے نہ کہ دعوت الی النار۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت معاویہؓ کے اس مطالبے اور دعوت کو خود حضرت علیؓ تک نے درست اور صحیح مان لیا تھا۔ فی الوقت قصاص لینے سے اپنی معذوری تو بیان فرمائی لیکن فی نفسہ مطالبہ قصاص کو غلط اور دعوت الی النار وغیرہ نہ فرمایا۔ یہ بجائے خود اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت معاویہؓ کا یہ مطالبہ ہرگز دعوت الی النار نہ تھا اور نہ حضرت علیؓ اس کو درست تسلیم نہ کرتے تھے۔

و۔ اہل سنت کے نزدیک حضرت معاویہؓ اپنے صفینی موقف میں حضرت عمارؓ کی طرح مجتہد تھے اور مجتہد اپنے اجتہاد میں خطا بھی کر جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ہی پاتا ہے۔ لہذا حضرت معاویہؓ نے بھی اپنے موقف میں اللہ کی طرف سے بہر صورت اجر ہی پایا جبکہ دعوت الی النار کی صورت میں اس کے داعی کو اجر ملتا تو درکنار اٹا و زر کا خطرہ رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت معاویہؓ کا صفینی موقف، دعوت الی النار نہ تھا اور نہ اس پر ان کو اہل سنت کے نزدیک اجر نہ ملتا۔

ز۔ حضرت معاویہؓ کے حق میں آنحضرتؐ کی یہ دعا مشہور ہے کہ:

"اللهم اجعلہ ماحدیا مہدیًا و اھدیا" (ترمذی ص ۲۴۷/ج ۲)

اور ظاہر ہے کہ ہادی و مہدی کی دعوت الی النار نہیں ہوا کرتی اور نہ دعوت الی النار والا ہادی و مہدی ہی کہلاتا ہے۔

ان شواہد سے یہ بات بخوبی ثابت ہو رہی ہے۔ کہ حضرت معاویہؓ کا صفینی موقف، حضرت عمارؓ کے صفینی موقف کے مقابلہ میں دعوت الی النار نہ تھا۔ بلکہ بالفرض اگر غلط بھی تھا تو تب بھی اس اعتبار سے دعوت الی الجنہ ہی تھا کہ اس صورت میں بھی انکو اجر ہی ملا تھا۔ اور اجر باعث دخول جنت ہے نہ کہ باعث دخول نار۔ لہذا قاتل عمارؓ کی دعوت الی النار والی یہ لٹانی بھی حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں نہ پائی گئی۔

قاتل عمارؓ کی چوتھی نشانی:

چوتھی نشانی قاتل عمارؓ کی اس حدیث میں یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور یہ لٹانی آنحضرت ﷺ سے ان ائمہ حضرات نے نقل کی ہے جو اس حدیث کے مرکزی راوی ہیں۔ یعنی حضرت انس، حضرت ام سلمہ، حضرت عثمان، حضرت عمرو بن العاص، اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہم اجمعین) چنانچہ

۱۔ حضرت انسؓ کی روایت سے قاتل عمارؓ کی یہ لٹانی یوں مروی ہوئی ہے۔

"ابن سمیۃ تقتلۃ الفتۃ الباغیۃ قاتلہ و سالبہ فی النار"

(ابن سیرہ (حضرت عمارؓ) کو ایک ہاغی ٹولی قتل کر گئی، انکو قتل کرنے والا اور انکا مال، اسباب لوٹنے والا جہنم میں جائیگا۔)

(کنز العمال ص ۲۵/ج ۱۱۔ سیر اعلام النبلاء ص ۳۲۵/ج ۱)

ب۔ حضرت ام سلمہ اور حضرت عثمانؓ نے حدیث کے یہ الفاظ یوں نقل کئے ہیں۔

"تقتلک الفتۃ الباغیۃ قاتلک فی النار" (کنز العمال ص ۲۵/ج ۱۱)

ج۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

"قاتل عمار وسالہ فی النار" (کنز العمال ص ۲۱، ۲۲/ج ۱۱)

نیز یہ کہ "یدخل سالیک وقاتلک فی النار"

تیرا مال اسباب لوٹنے والا اور تجھے قتل کرنے والا جہنم میں داخل ہوگا۔ (کنز العمال ص ۲۷۷/ج ۱۱)

د۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے حدیث کے یہ الفاظ یوں روایت کئے ہیں

"مالہم ولعمار؟ عمار یدعوہم الی الجنة ویدعونہ الی النار، قاتلہ وسالہ فی

النار" (البدایہ والنہایہ ص ۲۶۹/ج ۷)

معنی و مطلب ان سب الفاظ کا وہی ہے جو اوپر روایت انسؓ میں لکھا گیا ہے۔

قاتل عمارؓ کی یہ لٹانی بھی حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی بلکہ اگر پائی جاتی ہے تو

اسی سہائی گروہ میں ہی پائی جاتی ہے۔

حضرت معاویہؓ تو صحابی ہیں۔ اور صحابہؓ کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول نے واضح طور پر بتلادیا

ہے۔ کہ ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہ جائیگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سب صحابہؓ سے "الحسبی" کا وعدہ فرمایا۔

"وکلا وعد اللہ الحسنی" (الحدید)

اور دوسری جگہ فرمایا کہ "الحسبی" والے جہنم سے اتنے دور رکھے جائیں گے کہ اسکی آہٹ بھی نہ سننے پائیں گے۔

بلکہ وہ اپنی جی چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

"ان الذین سبقت لہم منا الحسنی اولئک عنہا مبعدون لایسمعون حسیسہا وہم فی

مااشتہت انفسہم خالدون۔" (الانبیاء)

اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ!

"لاتمس النار مسلماً زانی او رآی من رآنی"

(کہ جس مسلمان نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔ (اور اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی) اسکو جہنم کی

آگ چھوئے گی بھی نہیں) (ترمذی ص ۲۳۹/ج ۲)

حُشی کہ خود حضرت عیسیٰؑ نے بھی اپنی جماعت کے مقتولین کی طرح حضرت معاویہؓ کی جماعت کے مقتولین کے

بھی "فی الجنۃ" ہونے کی شہادت دی تھی۔ چنانچہ فرمایا تھا۔

"قتلای و قتلنی ومعاویہ فی الجنۃ" (مجمع الزوائد ص ۳۵۷/ج ۹)

امام شعبی رحمہ اللہ نے بھی اصحابِ علیؓ اور اصحابِ معاویہؓ دونوں کے بارے میں فرمایا کہ:

"ہم اہل الجنۃ"

(یہ سب جنتی ہیں۔) (البدایہ والنہایہ ص ۲۷۸/ج ۷)

"انظر، حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھی مذکورہ تصریحات کی رو سے جہنم سے دور اور بہت دور ہیں۔

"فی الجہنہ" اور "احل الجہنہ" ہیں۔ جبکہ قاتل عمارؓ کو آنحضرت ﷺ صراحتہً "فی النار" فرما رہے ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں قاتل عمارؓ کی یہ نشانی بھی موجود نہ تھی۔ باقی رہا حضرت عثمانؓ کے قاتل سہائی مفسدوں کا ٹولہ؟ تو ان میں البتہ قاتل عمارؓ کی یہ نشانی بھی یقیناً پائی جاتی ہے۔ چنانچہ

۱۔ حضرت علیؓ کی الوہیت و ربوبیت، رجعت و امامت اور وصایت جیسے مشرکانہ و کافرانہ اور خلافِ توحید و رسالت اپنے عقائد و نظریات کے پیش نظر وہ یقیناً "فی النار" ہی ہیں۔

ب۔ مسلمانوں میں جس فتنہ و فساد اور افتراق و انتشار کی بنیاد انہوں نے رکھی۔ اسلام کا نظام خلافت جس طرح انہوں نے دہم برہم کیا۔ جس طرح مسلمانوں کو آپس میں لڑا بھڑا کر اکثاکت و خون کھرایا۔ ان کی بیت اللہ سے بھی بڑھ کر عزت و آبرو پر جس طرح انہوں نے شبغون مارا اور اس طرح جود سیوں بیسیوں حقوق اللہ و حقوق العباد انہوں نے پامال کئے، یہ سب کام یقیناً "احل النار" کے ہی انہوں نے کئے، اہل جنت کا ان میں سے کوئی ایک کام بھی نہ تھا۔

ج۔ آنحضرت ﷺ نے صراحتہً انہیں "المنافقون" کا نام دیا۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ:

"یا عثمان ان ولاک اللہ هذا الامر یومافرادک المنافقون ان تخلع قمیصک الذی قمصک اللہ فلا تخلعہ" (۱)

اے عثمان اگر اللہ تجھے کسی دن اس امر کا والی بنائے پھر منافق لوگ تجھ سے یہ چاہیں کہ تو اس قمیص کو اتار دے جو اللہ نے تجھے پہنائی ہے تو، تو اس کو نہ اتارنا) (ابن ماجہ ص ۱۱)

اور سب جانتے ہیں کہ منافقین صرف "فی النار" ہی نہیں بلکہ "فی الدرک الاسفل من النار" ہیں۔

ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار (النساء)

ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ جنت کا نہیں بلکہ نارِ جہنم کا ہے۔

وعد اللہ المنافقین والمنافقات والکفار نار جہنم۔ الایہ (التوبہ)

د۔ صاحب سر رسول اللہ ﷺ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے تو متعین کر کے قاتلین عثمانؓ کو "فی النار" فرمایا چنانچہ جذبِ افسوس بیان کرتے ہیں کہ جب مصر کے بلوائی، حضرت عثمانؓ کی طرف روانہ ہو گئے تو ہم نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ

"آپ کا کیا خیال ہے؟ (یہ بلوائی کیا گل کھلائیں گے؟) انہوں نے فرمایا کہ واللہ یہ انکو قتل کر کے ہی دم لیں گے۔ ہم نے کہا کہ پھر حضرت عثمانؓ کہاں ہوں گے؟ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ "فی الجنة واللہ"

(واللہ جنت میں) ہم نے پوچھا کہ اچھا تو وہ بلوائی؟ انہوں نے جواب دیا کہ "فی النار واللہ"

(واللہ جہنم میں) (ازالۃ الغفاء مترجم ص ۳۵۸ ج ۴)

کسی کا "فی الجنۃ" یا "فی النار" ہونا عقل سے متعلق نہیں بلکہ سراسر نقل سے متعلق ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ حضرت حدیث نے یہ بات اپنی طرف سے ہرگز نہ فرمائی ہوگی، بلکہ یقیناً آنحضرت ﷺ سے سن کر ہی فرمائی ہوگی۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ارشاد فرمودہ، قاتل عمار کی فی النار والی جوتھی نشانی بھی حضرت عثمان کے قاتل و باغی سبائی ٹولے میں کس طرح ہو بہو اور حرف بحرف پائی جا رہی ہے۔ جبکہ حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں یہ نشانی یکسر مفقود ہے۔

قاتل عمار کی پانچویں نشانی:

پانچویں نشانی حضرت عمار کو قتل کرنے والی ٹولی کی اس حدیث میں یہ ارشاد ہوئی ہے کہ وہ "اشقیاء" (بدبختوں) کی ٹولی ہوگی۔

قاتل عمار کی چھٹی نشانی:

اور چھٹی نشانی یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ ٹولی "اشرار" یعنی شریروں اور فساد یوں کی ٹولی ہوگی۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔

"مالہم ولعمار؟ یدعوہم الی الجنۃ ویدعونہ الی النار وذلک فعل الا شقیاء، الا شرار۔" (عجب حال ہوگا ان کا اور عمار کا۔ عمار تو ان کو جنت کی طرف بلا رہا ہوگا اور وہ (قاتلین عمار) اسکو جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے۔ اور یہ کہ قوت ہوگا بدبختوں، شریروں کا) (کنز العمال ص ۲۳۳ ج ۱۱ - وفاء الوفاء ص ۳۳۱ ج ۱)

تنبیہ:

ہم بتا آئے ہیں کہ حضرت العلام کشمیری رحمہ اللہ کے نزدیک حدیث کے ان الفاظ کا تعلق کفار و مشرکین مکہ سے ہے نہ کہ جنگ صفین سے، لیکن عام طور پر چونکہ ان کو جنگ صفین سے ہی متعلق بنایا جاتا ہے۔ اس لئے ہم نے اسکی مناسبت سے ترجمہ استقبال والا کیا ہے۔ ورنہ حضرت شاد صاحب کشمیری رحمہ اللہ کی رائے کے مطابق انکا ترجمہ حال والا ہوگا۔

الفرض حدیث کے یہ الفاظ، کفار مکہ سے متعلق ہوں یا جنگ صفین سے اتنی بات کی تصریح تو ان میں بہر حال فریادی گئی ہے کہ حضرت عمار کی دعوت الی الجنۃ کے مقابلہ میں ان کو جہنم کی طرف بلانے والے لوگ بدبخت اور شریر لوگ ہوں گے۔

بقیہ ص ۶ پر